دعوت وتبلیغ کا نہج نبوی ﷺ

مفتی عارف محمود
رفیق شعبۂ تصنیف واستاذ جامعہ فاروقیہ، کراچی

آفاقی مذہب

اسلام ایک عالمگیراورآفاقی مذہب ہے، یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بواسطۂ خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد ﷺ مخلوق کے نام ایک ابدی صلاح وفلاح پر مشتمل پیغام ودعوت ہے۔اُمتِ مسلمہ اُس آخری نبی کی آخری امت ہے جو اِس مبارک پیغام الٰہی کی حامل ہے۔

اس اِمت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ دنیا میں ایک خاص اورمبارک پیغام ودعوت لے کرآئی ہے،لوگوں کواس کی طرف بلانا اورتمام اطراف عالم میں اس کی دعوت کو پھیلانا یہ اُمت کے افراد کی زندگی کا فریضہ ہے۔

اُمتِ محمدیہ کا فریضہ

اُمت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کا یہ مبارک فریضہ قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ کے نصوص اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت مقدسہ سے بالکل واضح طور پر ثابت ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ". (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: ''(اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جولوگوں (کی نفع رسانی) کے لئے نکالی گئی، تم اچھے کاموں کا حکم کرتے ہواور برے کاموں سے منع کرتے ہو''۔

اس آیت کریمہ میں صاف اور کھلے لفظوں میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مسلم امت کا وجود ہی اس لئے ہوا ہے کہ وہ اُممِ عالم کی نفع رسانی کا فریضہ سرانجام دے، خیر کی طرف بلائے، معروف کی ترویج کرے اور منکرات سے روکے۔ اس سے بڑھ کر ایک دوسری آیت میں اللہ رب العزت نے اس کام کے لئے ایک مستقل جماعت کا ہونا ضروری قرار دیا، قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

''وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

اَلْمُنْکَرِ وَأُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ‘‘۔ (آل عمران:۱۰۴)

ترجمہ:’’اور چاہئے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دیتی رہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتی رہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں‘‘۔

فریضۂ دعوت میں نبی اکرم ﷺ کی نیابت

اس سے مزید ایک قدم اور آگے بڑھ کر امت مسلمہ فریضۂ دعوت میں نبی اکرم ﷺ کی جانشین اور نائب ہے، اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں جہاں حضور اکرم ﷺ کا فریضۂ منصبی بیان فرمایا، وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ کام حضور اقدس ﷺ کا ہے اور نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنی اُمت کو یہ بتلا دیں کہ یہ کام متبعین کا بھی ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے:

’’قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ أَدْعُوْٓ إِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ‘‘۔ (یوسف:۱۰۸)

ترجمہ:’’اے نبی! آپ فرما دیجئے، کہ یہ میرا راستہ ہے میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کے ساتھ، یہ میرا اور میری اتباع کرنے والوں کا بھی کام ہے‘‘۔

فرائضِ نبوت

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو نبوت کے تین بڑے فرائض عطا کئے: ۱......تلاوت آیات۔ ۲......تزکیہ۔ ۳...... تعلیم کتاب وحکمت۔ اُمت مسلمہ اپنے نبی ﷺ کی جانشینی میں ان تینوں کاموں میں شریک ہے، یہ تینوں فرائض اُمت مسلمہ پر فرض کفایہ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے مبارک دور اور خیر القرون میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور اس کے بعد اسلافؒ نے ہر زمانے میں ان اُمور کی انجام دہی کی بھرپور سعی فرمائی۔ خود حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو کتاب اللہ کی آیات پڑھ کر سنائیں، اس کے احکام بیان کئے، ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دی اور اپنی مبارک صحبت اور پُر تاثیر تدبیر سے ان کے باطن ونفوس کا تزکیہ بھی فرمایا۔

تاریخ دعوت وعزیمت

خیر القرون سے دوری کے زمانہ میں رفتہ رفتہ ان فرائض نبوت کی ادائیگی میں کوتاہی شروع ہوئی، ظاہری علوم اور تزکیۂ باطن دو الگ الگ راہیں قرار دی گئیں، نتیجہ یہ نکلا کہ علم والے دنیا کے طالب ہوئے اور تصوف وتزکیہ کے مدعی علوم شریعت سے بے بہرہ ہوگئے۔

لیکن بمقتضائے سنت الٰہی ہر زمانے میں ایسی شخصیات پیدا ہوتی رہیں جن میں نورِ نبوت کے تعلیم وتربیت والے رنگ نمایاں طور سے یکجا تھے۔ان جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیات کی ایک طویل فہرست ہے، ان نفوس قدسیہ کے تذکرہ کے لئے سینکڑوں کیا ہزاروں دفتر نا کافی ہیں، قریب کے زمانہ میں مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ دعوت وعزیمت'' تحریر فرما کر اس سلسلۃ الذہب کی بعض کڑیوں کے روشن کردار کو اُمت مسلمہ کے سامنے لائے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اُصولِ دعوت

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے مبارک عمل ''دعوت'' کے چند بنیادی اصول یہ ہیں:

پہلا اُصول

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت کا بنیادی اُصول خلق خدا پر شفقت اور خیر خواہی کا جذبہ ہے، بندگانِ خدا کی تباہ شدہ حالت سے وہ غمگین اور متفکر ہو جاتے، ان کی خیر خواہی کے نتیجہ میں ان کا دل چاہتا تھا کہ کسی طرح ان کی امت سدھر جائے، راہ راست پر آ جائے۔قرآن مجید نے اس کو کہیں ''أَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِين''، کہیں ''وَنَصَحْتُ لَكُمْ'' اور کہیں پر ''وَأَنْصَحُ لَكُمْ'' کہہ کر بیان کیا ہے۔

دوسرا اُصول

تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت میں یہ بات مشترکہ طور سے پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے کام اور دعوت کے عمل پر کسی سے کوئی اجرت ومزدوری طلب نہیں کیا کرتے تھے، مخلوق سے دنیاوی اجر، تعریف ومحبتیں، وغیرہ تمام اغراض دنیوی سے مکمل استغناء برتتے تھے، جس کے نتیجہ میں ان کی دعوت نہایت مؤثر اور نتیجہ خیز ہوا کرتی تھی۔قرآن مجید نے اس اُصول کو ان کے الفاظ میں بیان کیا ہے:

''وَمَاأَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍإِنْ أَجْرِيَ إِلَّاعَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ''۔ (الشعراء:۱۰۹)

ترجمہ: ''اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ (حق) میرا بدلہ ہے اسی پروردگارِ عالم پر''۔

تیسرا اُصول

دعوت اِلی الخیر اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ایک بڑا اور بنیادی اصول نرمی، نرم گوئی، حکمت وبصیرت اور ایسے خلوص ومحبت سے دوسرے کو مخاطب کیا جائے کہ داعی کی بات مدعو کے نہ

چاہتے ہوئے بھی اس اندازِ تخاطب کی وجہ سے اُس کے دل کے نہاں خانوں میں اتر جائے۔ دعوت کے اس زریں اصول کو اللہ رب العزت نے اس آیت مبارکہ میں بیان فرمایا ہے:

''أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّکَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ''۔ (النحل:۱۲۵)

ترجمہ: ''آپ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو دانش مندی اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے دعوت اور بحث ومباحثہ کریں تو وہ بھی خوبی سے''۔

البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس نرمی وحکمت کا یہ مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں عقائد وفرائض میں مداہنت سے کام لیا جائے، مداہنت فی الدین بتعلیم قرآن ممنوع ہے۔

چوتھا اصول

دعوت دینے والے داعیان حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ دعوتِ خیر کے سلسلے میں سیرت نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل کریں، اور نہجِ نبوت کے اتباع کی کوشش کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دعوت کے آغاز میں سب سے پہلے سب سے زیادہ تاکید توحید ورسالت یعنی کلمہ'' لاإلٰه إلاالله'' کی فرمائی، جس کے دل ودماغ میں کلمۂ طیبہ کی حقیقت اتر گئی، اس کے لئے احکامات پر عمل پیرا ہونا آسان ہوگیا۔ خود احادیث میں آتا ہے کہ پہلے آیاتِ ترغیب نازل ہوئیں، پھر آیاتِ حلال وحرام نازل کی گئیں۔

پانچواں اصول

تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سیرت سے دعوت کا ایک اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام لوگوں کا اپنے پاس آنے کا انتظار نہیں فرماتے تھے، بلکہ دعوت حق لے کر خود ان کے پاس چل کر جایا کرتے تھے، یہ وصف حضور اکرم ﷺ کی دعوت میں نمایاں طور سے پایا جاتا ہے، آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ اور آپ کے تبلیغی ودعوتی اسفار اس پر واضح اور بین دلیل ہیں۔

چھٹا اُصول

داعی کے لئے دعوت اِلی الخیر کے سلسلے میں ایک اہم اصول اپنے کاموں کو ترک کرکے ہجرت، خروج ونفیر کو اختیار کرنا اور پاکیزہ وعلمی وعملی ماحول میں جانا بھی ہے، جہاں سے مستفید ہوکر اپنی قوم وقبیلہ وعلاقہ میں آکر اُن کو فیض یاب کرنا ہے۔

ساتواں اصول

دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والوں کی تعلیم وتربیت کا زیادہ تر مدار صحبتِ اسلاف،

www.banuri.edu.pk

باہمی تعلیم وتعلم پر ہونا چاہئے۔ ان کے دن دعوت اِلی اللہ اور امور دین میں مصروف ومشغول ہوں اور راتیں تنہائی میں اپنے خالق و مالک کے ساتھ مناجات میں صرف ہوا کریں۔

دعوت الی الخیر کے یہ چند بنیادی اصول ہیں، پس دعوت وتبلیغ کی جو تحریک بھی مذکورہ اصولوں کے مطابق کام کرے گی تو ان کی محنت نہج نبوت اور اصلِ اول کے زیادہ سے زیادہ قریب تر ہوگی۔ دعوت وتبلیغ کے ان بنیادی اصولوں سے متعلق حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ کی تصنیف ''مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت'' کے مقدمہ میں تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک دعوت وتبلیغ

قرآن وحدیث، نہج نبوت اور سیرت نبوی ﷺ سے ماخوذ دعوت کے ان مذکورہ بالا اصولوں سے سب سے زیادہ میل کھانے والی تحریک اور مطابقت رکھنے والا عمل قریب کے زمانے میں مجدد دعوت وتبلیغ، مصلح کبیر، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت وتبلیغ کی تحریک اور دعوت والی محنت ہے۔ ابتداء میں حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکاتب دینیہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کی اصلاح احوال کی فکر ومحنت فرمائی، مگر ماحول کی عمومی بے دینی، جہالت وظلمت کے اثر سے جب یہ مکاتب بھی محفوظ نہ دیکھے، اور عمومی طور سے مسلمانوں کی دینی ضرورتوں کی عدم تکمیل واضح طور سے سامنے آنے کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ خواص وافراد کی اصلاح اور دینی ترقی مرض کا علاج نہیں، جب تک عام آدمیوں میں دین نہ آئے، کچھ نہیں ہوسکتا۔

تائید غیبی

چنانچہ جب آپ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء میں دوسرے حج کے لئے تشریف لے گئے، اس دوران مدینہ طیبہ میں بھی قیام رہا، وہاں پر یہ پیغام ملا کہ آپ سے کام لیا جائے گا۔ سفر حج سے واپسی کے بعد آپ نے تائید غیبی سے عوام میں اِحیاء دین کی غرض سے تبلیغی گشتوں کا آغاز فرمایا اور دوسروں کو بھی جماعتیں بنا کر دوسرے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا۔ یوں اس طرح باقاعدہ جماعتوں کا اللہ کی راہ میں بغرض دعوت نکلنا شروع ہوا، اور آج الحمدللہ! اکابرین دعوت وتبلیغ اور مخلص مسلمانوں کی محنت وکوشش اور آہِ سحر گاہی کے طفیل یہ مبارک عمل اطرافِ عالم کے چپہ چپہ میں نہ صرف پھیل چکا ہے بلکہ شب وروز جاری وساری ہے۔

تبلیغی کام کا نظام وترکیب

تبلیغی کام کا نظام کیا ہوگا؟ ترکیب کیا ہوگی؟ کسی چیز کی اور کتنی چیزوں کی دعوت دی جائے گی؟ اس کی تفصیل حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی:

اصل تبلیغ دو امر کی ہے، باقی اس کی صورت گری اور تشکیل ہے، ان دو چیزوں میں ایک مادی ہے اور ایک روحانی:

(۱) مادی سے مراد جوارح سے تعلق رکھنے والی، سو وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کے لئے ملک بہ ملک اقلیم در اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائداری کرنا ہے۔

(۲) روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالیٰ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا، جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا:

''فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُوْا فِیْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً''۔ (النساء:۶۵)

ترجمہ: ''قسم ہے آپ کے ربّ کی! یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے، جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں، پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کریں''۔

'وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ''. (الذاریات:۵۶)

ترجمہ: ''اور میں نے جن وانس کو اسی واسطے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں''۔

یعنی اللہ کی باتوں اور اوامر خداوندی میں جان کا بے قیمت اور نفس کا ذلیل ہونا۔

مولانا الیاس صاحبؒ کے بیان فرمودہ چھ نمبر

۱- نکلنے کے وقت حضور ﷺ کی لائی ہوئی چیزوں میں جو چیز جتنی زیادہ اہم ہے اس میں اسی حیثیت سے کوشش کرنا، اس وقت بدقسمتی سے ہم کلمہ تک سے نا آشنا ہو رہے ہیں، اس لئے سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی تبلیغ ہے جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے، یعنی اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت ہمارا کوئی بھی مشغلہ نہیں ہوگا۔

۲- کلمہ کے لفظوں کی تصحیح کرنے کے بعد نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے اور نمازوں کو

حضور ﷺ کی نماز جیسی بنانے کی کوشش میں لگے رہنا۔

۳- تین وقتوں کو (صبح وشام اور کچھ حصہ شب کا) اپنی حیثیت کے مناسب تحصیل علم و ذکر میں مشغول رکھنا۔

۴- ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضہ محمدی سمجھ کر نکلنا یعنی ملک بہ ملک رواج دینا۔

۵- اس پھرنے میں اخلاق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا، اپنے فرائض کی ادائیگی کی سرگرمی، کیوں کہ ہر شخص سے اپنے متعلق ہی سوال ہوگا۔

۶- تصحیح نیت یعنی ہر عمل کے بارے میں اللہ نے جو وعدے اور وعید فرمائے ہیں، ان کے موافق اس امر کی تعمیل کے ذریعہ اللہ کی رضا اور موت کے بعد والی زندگی کی درستی کی کوشش کرنا۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اپنے کام کو ایک موقعہ پر حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: ''میں نے یہ طے کیا ہے کہ اللہ نے ظاہر و باطن کی جو قوتیں بخشیں ہیں، اُن کا صحیح مصرف یہ ہے کہ تن کو اسی کام میں لگایا جائے جس میں حضور ﷺ نے اپنی قوتیں صرف فرمائیں، اور وہ کام ہے اللہ کے بندوں کو اور خاص طور سے غافلوں، بے طلبوں کو اللہ کی طرف لانا، اور اللہ کی طرف بلانا اور اللہ کی باتوں کو فروغ دینے کے لئے جان کو بے قیمت کرنے کا رواج دینا۔ بس ہماری تحریک یہی ہے، اور یہی ہم سب سے کہتے ہیں، یہ کام اگر ہونے لگے تو اب سے ہزاروں گنے زیادہ مدرسے اور ہزاروں گنے ہی زیادہ خانقاہیں قائم ہوجائیں، بلکہ مسلمان مجسم مدرسہ اور خانقاہ ہوجائے، اور حضور ﷺ کی لائی ہوئی نعمت اس عمومی انداز سے پھیلنے لگے جو اس کی شان شایان ہے۔''

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی نہج دعوت پر اعتراضات کی حیثیت

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا شروع کردہ دعوت وتبلیغ کا یہ عمل اور اس کا نہج اگر چہ میرے جیسے بہت سے کوتاہ بینوں کے لئے اجنبی، نیا اور قابل اعتراض ہوسکتا ہے، حالانکہ اس کے کسی بھی عمل پر کوئی اعتراض شرعاً کیا ہی نہیں جاسکتا ہے۔ تاہم بعض کم فہم، نادان اور اہل بدعت نے اس مبارک عمل پر طرح طرح کے اعتراضات کی بھرمار کردی، جبکہ کچھ لوگ چار ماہ، چالیس دن، تین دن، گشت، شبِ جمعہ کا ہفتہ واری اجتماع اور سالانہ اجتماعات وغیرہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان

ایام کی تعیین غیر ثابت شدہ ہے، اور بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ دین کے تمام احکام کی دعوت کو اپنا مقصد نہیں بناتے، بلکہ صرف چند مسائل واحکام تک محدود رہتے ہیں، اور وقت کے سیاسی مسائل سے اغماض بھی کرتے ہیں، بعض اہل علم حضرات کی طرف سے مستورات کی جماعتوں کے بارے میں شبہات بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔

فقیہ الأمت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ کے فتاویٰ

الحمد للہ! اکابر دیوبند نے اس طرح کے تمام بے بنیاد اعتراضات کی حیثیت وحقیقت اپنے فتاویٰ جات میں واضح کردی ہے، ان اکابر میں ایک شخصیت فقیہ الأمت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ بھی ہیں۔ آپ نے عملی طور سے دعوت وتبلیغ کے متعلق اتنے فتاوی تحریر فرمائے کہ برصغیر کی تاریخ میں کسی مفتی نے اتنے نہیں لکھے، آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ آپ بیک وقت برصغیر کی دو عظیم دینی درسگاہوں میں صدارتِ افتاء کی گراں قدر خدمات انجام دینے پر مامور تھے، اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ، صحبت یافتہ اور خلعت خلافت سے سرفراز یافتہ بھی تھے، آپ کے دعوت وتبلیغ اور اس کے اکابرین حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت ہی گہرے اور قلبی روابط ومراسم تھے۔ کچھ حضرات نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت وتبلیغ سے گہری وابستگی پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ تبلیغ والوں نے دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم کو اپنا ہمنوا بنالیا، تو اس پر فرمایا:

> ''واقعہ یہ نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں تبلیغی پہلے ہوں، مفتی بعد میں، اور دارالعلوم کو مفتی کی ضرورت تھی تو تبلیغ والوں سے مفتی مانگا، انہوں نے یہ ضرورت پوری فرمائی۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سے اپنے پیارے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور تاقیامت مقبول دین کی خدمت لے لے اور اُسی نہج اور اصولوں کو اپنانے کی توفیق دے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ خداوندی اپنی دعوت میں اختیار فرمائے تھے، تاکہ ہماری دعوت عنداللہ مقبول اور عندالناس مفید ہو۔

www.banuri.edu.pk